سوال

الصلوۃ خیر من النوم، ، پہلی اذان میں کہا جائے یا دوسری میں؟

جواب

السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

''الصلاۃ خیر من النوم'' کے الفاظ پہلی اذان میں کہے جائیں یا دوسری میں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علىٰ رسول اللہ، أما بعد!

''الصلاۃ خیر من النوم'' کے الفاظ پہلی اذان میں کہے جائیں جیسا کہ حدیث میں وارد ہوا ہے:

«فَإِذَا أَذَّنْتَ أَذَانَ الصبحَ الْأَوَّلِ فَقُلْ: ''اَلصَّلَاةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ''» مسند احمد: ۴۰۸/۳۔

''جب تم صبح کی پہلی اذان دو تو یہ کہو: ''الصلاۃ خیر مّن النوم''

اس سے یہ معلوم ہوا کہ یہ الفاظ پہلی اذان میں ہیں، دوسری میں نہیں، لیکن یہ جاننا ضروری ہے کہ اس حدیث میں اذان اول سے مراد کیا ہے؟ اس سے مراد وہ اذان ہے جو وقت شروع ہونے کے بعد ہوتی ہے۔ اور دوسری اذان سے مراد اقامت ہے، کیوں کہ اذان کو بھی اقامت کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«بَيْنَ كُلِّ أَذَانَيْنِ صَلَاةٌ» (صحيح البخاري، الاذان، باب بين كل اذانين صلاة لمن شاء، ح: ٦٢٧ و صحيح مسلم، صلاة المسافرين، باب بين كل اذانين صلاة، ح: ٨٣٨)

''ہر دو اذانوں کے درمیان نماز ہے۔''

اس حدیث میں دو اذانوں سے مراد اذان اور قامت ہے۔ صحیح بخاری میں ہے کہ: ''امیر المومنین عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے جمعہ کے دن تیسری اذان کا اضافہ کیا۔'' اس سے معلوم ہوا کہ اذان اول جس میں حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو ''الصلاۃ خیر من النوم'' کہنے کا حکم دیا گیا ہے، اس سے مراد نماز فجر کے لیے دی جانے والی اذان ہے۔ وہ اذان جو طلوع فجر سے قبل ہوتی ہے، وہ فجر کے لیے نہیں ہوتی، لوگ رات کے آخری حصے کی اس اذان کو فجر کی پہلی اذان کے نام سے موسوم کرتے ہیں مگر حقیقت یہ ہے کہ یہ اذان نماز فجر کے لیے نہیں ہوتی کیونکہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

«اِنَّ بِلَالًا يُؤَذِّنُ بِلَيْلٍ ليوقظ نائمكم ويرجع قائمكم» (صحيح البخاري، الاذان، باب الاذان قبل الفجر، ح: ٦٢١، ٦٢٢ و صحيح مسلم، الصيام، باب بيان ان الدخول فى الصوم يحصل... ح:

(۱۰۹۲، ۱۰۹۳)

''بے شک بلال رات کو اذان کہتے ہیں''تاکہ سونے والوں کو بیدار کریں اور قیام کرنے والے (نماز ختم کر کے) لوٹ جائیں اور سحری کرلیں))۔''

یعنی وہ تو اس لیے اذان کہتے ہیں تاکہ سویا ہوا اٹھ کھڑا ہو اور وہ سحری کھا لے اور قیام کرنے والا بھی لوٹ آئے اور سحری کھا لے۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مالک بن حویرث رضی اللہ عنہ سے بھی فرمایا تھا:

«فِإذَا حَضَرَتِ الصَّلَاةُ فَلْيُؤَذِّنْ لَكُمْ أَحَدُكُمْ» (صحيح البخاري، الاذان، باب الاذان للمسافرين اذا كانوا جماعة والاقامة...، ح: ٦٣١ و صحيح مسلم، المساجد، باب من احق بالامامة، ح: ٦٧٤)

''جب نماز کا وقت ہو جائے، تو تم میں سے ایک شخص تمہاری خاطر اذان دے۔''

اور معلوم ہے کہ نماز کا وقت طلوع فجر کے بعد ہوتا ہے، لہٰذا طلوع فجر سے پہلے کی اذان، فجر کی اذان نہیں ہے، آج کل کے لوگوں کا یہ عمل اور فعل صحیح ہے اور ان کا یہ کہنا کہ ''الصلاۃ خیر من النوم'' کے الفاظ اذان فجر کے لیے ہیں بجا ہے۔ جس شخص نے یہ وہم کیا ہے کہ حدیث میں اذان اول سے مراد وہ اذان ہے جو طلوع فجر سے پہلے ہوتی ہے، صحیح نہیں۔

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس بات کی دلیل کہ اس سے مراد وہ اذان ہے جو رات کے آخری حصے میں ہوتی ہے، یہ ہے کہ اس وقت ادا کی جانے والی نفل نماز کی وجہ سے یہ کہا جاتا ہے کہ ''الصلاۃ خیر من النوم'' اور خیر کا لفظ افضل ہونے پر دلالت کرتا ہے۔ ہم عرض کریں گے کہ خیر کا لفظ اس واجب کے لیے استعمال ہوتا ہے جو واجبات میں سے بے حد اہمیت کا حامل ہو، مثلاً: ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ هَلْ أَدُلُّكُمْ عَلَىٰ تِجَٰرَةٍ تُنجِيكُم مِّنْ عَذَابٍ أَلِيمٍ ١٠ تُؤْمِنُونَ بِٱللَّهِ وَرَسُولِهِۦ وَتُجَٰهِدُونَ فِى سَبِيلِ ٱللَّهِ بِأَمْوَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ١١ ... سورة الصف

''مومنو! میں تمہیں ایسی تجارت بتاؤں جو تمہیں دردناک عذاب سے نجات دلادے؟ (وہ یہ کہ) تم اللہ پر اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اللہ کی راہ میں اپنے مال اور جان سے جہاد کرو۔ اگر سمجھو تو یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

حالانکہ سب سے بہتر تو ایمان ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے نماز جمعہ کے بارے میں فرمایا ہے:

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوٓا۟ إِذَا نُودِىَ لِلصَّلَوٰةِ مِن يَوْمِ ٱلْجُمُعَةِ فَٱسْعَوْا۟ إِلَىٰ ذِكْرِ ٱللَّهِ وَذَرُوا۟ ٱلْبَيْعَ ۚ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ ٩ ... سورة الجمعة

''مومنو! جب جمعے کے دن نماز کے لیے اذان دی جائے تو اللہ کی یاد (نماز) کے لیے جلدی کرو اور (خرید و) فروخت ترک کردو۔ یہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔''

لہٰذا خیر واجب میں بھی ہو سکتی ہے اور مستحب میں بھی۔

ھذا ما عندي واللہ أعلم بالصواب

فتاویٰ ارکان اسلام

عقائد کے مسائل: صفحہ 248